ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

European Renaissance and Modernity: An Analytical Study of Causes and Effects

یورپ کی نشاۃ ثانیہ اور جدیدیت: اسباب واثرات کا تجزیاتی مطالعہ

Dr. Nasir Mahmood
Muhammad Adnan
Assistant Professor Department of Arabic/Islamic studies University of Sialkot, Punjab at-
nasir.mahmood@uskt.edu.pk
MS Scholar Department of Islamic studies University of Sialkot at-
hafizmuhammadali877@gmail.com

Abstract
The European Renaissance stands as a pivotal period in history, marking a transition from the medieval to the modern era. This epochal shift brought forth profound changes in various aspects of European society, including art, culture, science, philosophy, and politics. Understanding the causes and effects of the Renaissance is essential for comprehending the trajectory of European civilization and its eventual emergence into modernity. European Renaissance wasn't just a cultural revival but a fundamental shift in European thought. It challenged traditional authority, fostered critical thinking, and celebrated human potential. These developments became the building blocks of modernity, shaping the scientific, political, artistic, and religious landscape of the modern world. The effects of the Renaissance reverberated far beyond the borders of Europe, influencing developments across the globe. The exploration and colonization of distant lands expanded European horizons and facilitated the exchange of goods, ideas, and cultures on a global scale. The scientific revolution, which emerged in the wake of the Renaissance, transformed humanity's understanding of the natural world, laying the groundwork for modern science and technology. This Article delves into the intricate relationship between the European Renaissance (14th-16th centuries) and the rise of modernity. It analyzes the key causes of the Renaissance and explores how these factors fundamentally reshaped European society, paving the way for the development of the modern world and presents a concise analytical study of the factors that contributed to the Renaissance and its far-reaching impacts on European society.
Keywords: Europe, Renaissance, History, Modernity, Causes, Effects, Analysis

خلاصہ:

یورپی نشاۃ ثانیہ تاریخ انسانی کا ایک اہم دور ہے، جو قرون وسطی سے جدید دور کی طرف منتقلی کا نشان ہے۔ نشاۃ ثانیہ نے یورپی معاشرے کے مختلف پہلوؤں بشمول فن، ثقافت، سائنس، فلسفہ اور سیاست میں گہری تبدیلیاں روشناس کروائیں۔ نشاۃ ثانیہ کے اسباب اور اثرات کو سمجھنا یورپی تہذیب اور جدیدیت میں اس کے حتمی طور پر ظہور کی رفتار کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے۔ یورپی نشاۃ ثانیہ صرف ایک ثقافتی احیاء نہیں تھا بلکہ یورپی فکر میں ایک بنیادی تبدیلی تھی۔ اس نے روایتی اتھارٹی کو چیلنج کیا، تنقیدی سوچ کو فروغ دیا، اور انسانی صلاحیت کو منوایا اور بعد ازاں یہی پیشرفت جدیدیت کی بنیاد بن گئی جس نے جدید دنیا کے سائنسی، سیاسی، فنکارانہ اور مذہبی منظر نامے کی تشکیل کی۔ وقت کے ساتھ نشاۃ

ثانیہ کے اثرات یورپ کی سرحدوں سے آگے نکلے اور دنیا میں موجود مختلف فکروں کو متاثر کرنے لگے جن میں علاقائی ثقافت کے ساتھ ساتھ مذہبی افکار بھی شامل ہیں۔ نئے ملکوں کی کھوج اور نوآبادیاتی نظام نے یورپی افق کو وسعت دی اور عالمی سطح پر خیالات اور ثقافتوں کے تبادلے میں سہولت فراہم کی۔ سائنسی انقلاب، جو نشاۃ ثانیہ کے بعد ابھرا، اس نے فطری دنیا کے بارے میں انسانیت کی سمجھ کو تبدیل کر دیا اور جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کی بنیاد رکھی۔ یہ مقالہ یورپی نشاۃ ثانیہ کی تاریخ، اس کے اَسباب و عوامل اور اثرات کا ایک تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے اور اس بات کی کھوج کرتا ہے کہ کس طرح ان عوامل نے یورپی معاشرے کو بنیادی طور پر نئی شکل دی، جس سے جدید دنیا کی ترقی کی راہ ہموار ہوئی اور انسان نے دیگر افکار کی روشنی میں اپنے موجودات کو نیا رخ دینا شروع کیا جس کا اثر ناں صرف انسانی ثقافت پر پڑا بلکہ انسانی معاشرے سے جڑے دیگر افکار بھی اس سے متاثر ہوئے بنا ناں رہ سکے۔

کلیدی الفاظ: یورپ، نشاۃ ثانیہ، تاریخ، جدیدیت، وجوہات، اثرات، تجزیہ

تعارف:

اللہ تعالی نے حضرتِ انسان کو جو فکر و شعور دیا ہے وہ ہمیشہ اس بات کا متقاضی رہا ہے کہ زندگی کے قدم قدم پر اسے پہلے سے الگ اور جدید نظامِ زندگی میسر رہے۔ روزِ اول سے تا حال نت نئے خیالات کی بنیاد پر، جدید تجربات کی روشنی میں انسان ہمیشہ جدت کا متلاشی رہا ہے اور جان کنی تک انسانی فطرت اسی پر کاربند رہنے والی ہے۔ بلاشبہ "ویخلق ما لا تعلمون"[1] کا فاعلِ حقیقی تو اللہ تعالی ہی ہے تاہم انسان بھی مظہرِ قدرتِ خداوندی ٹھہرا جس کی بدولت مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ وہ بھی جدیدیت کا متلاشی ہے، "سیروا فی الارض فانظروا"[2] کا امر انسان کی جستجو میں مزید اضافہ کرتا ہے، جس کی بنا پر آئے روز سائنسی ترقی و ٹیکنالوجی اور نئی نئی دریافتوں میں ایک ناقابلِ یقین حد تک اضافہ ہوتا نظر آرہا ہے، "وسخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعا منہ"[3] عالمگیر کتاب کا آفاقی پیغام انسان کی فکر و نظر کو روئے زمیں سے اٹھاتا ہوا آسمانی کائنات کی طرف لے گیا، یہ گردشِ لیل و نہار، تسخیرِ قمر، اسفارِ بحر و بر، خورشید و مریخ سے ہم رکابی کے خواب، مظاہرِ قدرت سے ہم کلامی کے تجربات، سائنسی انکشافات، جدید تعلیمی و تہذیبی سرگرمیاں غرضیکہ دنیا کا گلوبل ویلج ہو جانا، ابنِ آدم کے لیے رازِ کن فکان سے لے کر ترجمانیِ خدا تک کا سفر ہی جدیدیت ہے۔

نشاۃ ثانیہ:

نشاۃ ثانیہ یورپ کی وہ تحریک جو عیسوی اعتبار سے چودہویں صدی کے اختتام سے اٹلی کی سرزمین سے شروع ہوئی، مزید 15 اور 16 صدی عیسوی میں پورے مغرب میں پھیل گئی، بنیادی طور پر نشاۃ ثانیہ فرانسیسی لفظ "Renaissance"[4] کا اردو ترجمہ ہے، جس کا معنی "Rebirth" یعنی دوبارہ تخلیق کے ہیں جبکہ اصطلاح میں اس سے مراد قدیم یونان اور روم کے علوم و فنون میں دلچسپی کا اظہار اور ان کی حیاتِ نو ہے جو کہ "Classical" ورثہ کہلاتے ہیں۔ اس ورثے میں قدیم مسودات اور آرٹس کے نمونہ جات کے ساتھ ساتھ یونانی اور لاطینی زبانوں کے وہ علوم بھی شامل تھے جن کو فراموش کیا جا چکا تھا۔ نشاۃ ثانیہ کلاسیکل علوم و فنون کے احیاء اور پیروی آرٹ اور ادب میں نت نئے سٹائل لانے کا باعث بنی۔ علاوہ ازیں فرد کی صلاحیتوں پر اعتماد کا حصول ہوا اور دنیوی حیات کو اہمیت دینے جیسی نت نئی اقدار کو پذیرائی ملی۔ حسن عسکری اس بارے میں یوں رقم طراز ہیں کہ: "نشاۃ ثانیہ کا اصل مطلب "وحی پر مبنی اور نقلی علوم کو بے اعتبار سمجھنا اور عقلیت و انسان پرستی اختیار کرنا ہے" بایں وجہ اس تحریک کا دوسرا نام "انسان پرستی/Humanism" بھی ہے۔[5]

---

[1]: القرآن، النحل 8:16

[2]: القرآن، العنکبوت 20:29

[3]: القرآن، الجاثیہ 13:45

[4]+ Origin from French: renaissance/from re-back-again.
naissance: birth/from Latin nascentia/from nasci-be born.
the The revival of European art and literature under the influence of classical models in the 14th–16th centuries.
culture and style of art and architecture developed during the Renaissance

[5] - عسکری، حسن، جدیدیت، ادارہ مطبوعات طلبہ، ط 2013، لاہور، ص 39۔

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

اسی طرح معروف مؤلف ایس ایم شاہد "تاریخِ یورپ" میں لکھتے ہیں کہ: محدود معنی میں نشاۃ ثانیہ کا مطلب "احیائے علوم" ہے یعنی یونان وروم کے علوم کی تجدید۔[6]
مزید یہ کہ نشاۃ ثانیہ سے مراد تاریخ کا وہ دور ہے جب سرزمین مغرب میں علمی، ادبی اور فنونِ لطیفہ کی مختلف و متعدد اقسام کے اندر نمایاں تبدیلیاں رونما ہوئیں، جنہوں نے بالآخر یورپی اقوام کو جہالت وضلالت کے اندھیروں اور گمنامی سے نکال کر دنیا کی دیگر ترقی یافتہ اقوام کی فہرست میں لاکھڑا کیا۔

جدیدیت:

عربی لفظ "جدۃ" سے ماخوذ لفظِ جدیدیت اردو زبان میں نئی برآمدہ چیز کے لیے بولا جاتا ہے[7] جبکہ انگلش میں اس کے لیے "Modern"[8] کا لفظ استعمال ہوتا ہے، اور لفظ "مجدد" بھی اسی سے مشتق ہے جس کا معنی، وقت کی ضرورت کے پیش نظر دینی علوم واصطلاحات میں جدت پیدا کرنے والا یا فوت شدہ علوم کو از سرنو حیات بخشنے والا۔ جبکہ اصطلاح میں جدیدیت سے مراد: علوم وفنون میں ایک نیا انداز یا تحریک کہ جس کا مقصد کلاسیکی اور روایتی شکلوں سے بالکل جدا ہونا ہے، جنگ کے بعد جدیدیت آرٹ کی تاریخ کا حصہ بن چکی تھی۔

"A style or movement in the arts that aims to depart significantly from classical and traditional forms: by the post-war period, modernism had become part of art histor."[9]

یورپ:

دنیا کے سات براعظموں میں ایک بڑا نام یورپ کا بھی ہے، ماہرین لسانیات کے مطابق قدیم یونانی زبان میں "یوریس" کے معنی کشادہ یا وسیع، جبکہ "اوپس" کے معنی چہرہ یا آنکھ کے ہیں دوسرے لفظوں میں ہم اس کو وسیع نظارہ کہہ سکتے ہیں، اور یورپ انہیں دو الفاظ کا مرکب ہے اس کی وجہ تسمیہ وہ وسیع ساحل ہیں جو یونانی بحری جہازوں سے دور بیٹھے نظر آتے تھے۔[10]

اہمیت:

دورِ جدید کے اہم موضوعات میں ایک انتہائی دلچسپ موضوع "یورپ کی نشاۃ ثانیہ" ہے جو اپنی تمام تر جزئیات وباقیات کے ساتھ صاحبانِ فکر وفہم کی توجہات کا محور ومرکز ہے جس نے اپنے اندر سموئی ہوئی یورپ کی صدیوں پرانی تاریخ اور اس کے اہم کرداروں کو نئے رنگ وبیاں کے ساتھ دنیا بھر کے متعدد ممالک میں متعارف کروایا، قدیم وجدید تہذیب وتمدن اور تاریخ وادب سے وابستہ محققین کے لیے تحقیق وجستجو کا ایک نیا راستہ، جس کی تاریخ تخلیق، جاءِ تولید اور اسباب وعلل سے لے کر دیگر ممالک وبلدان پر رونما ہونے والے اثرات پر مطلع ہونا ہر مفکر ومدبر شخص کے لیے از حد ضروری ہے، معروف مؤرخ ڈاکٹر مبارک علی لکھتے ہیں "اگرچہ تاریخ ایک تسلسل کے ساتھ جاری رہتی ہے مگر مؤرخین، تاریخ مغرب کو تین مختلف ادوار میں تقسیم کرنے کے بعد اس میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کا جائزہ لیتے ہیں"۔[11]
تاریخ قدیم سے مراد وہ زمانہ ہے جو آٹھویں صدی قبل از مسیح پانچویں صدی عیسوی تک پھیلا ہوا ہے۔ اور قرونِ وسطی وہ زمانہ ہے جو سن 476ء سے شروع ہو کر یورپ کی نشاۃ ثانیہ یعنی سولہویں صدی عیسوی پر ختم ہوتا ہے اور جدید دور کا آغاز سولہویں صدی سے ہوتا ہے۔[12]

6: شاہد، ایم ایس، تاریخ یورپ، ص18۔ نیو بک پیلس اردو بازار لاہور۔

7: جبران مسعود، رائد الطلاب معجم لغوی عصری، ج1، ص323، ط1، بیروت لبنان، دار العلم للملایین۔

8: Oxford Dictionary: Modern.

9: Oxford Dictionary: Modernism.

10: https://www.britannica.com/place/Europe -
https://dunya.com.pk/index.php/special-feature/2019-04-14/23189

11: مبارک علی، ڈاکٹر، یورپ کا تاریک دور کتنا تاریک تھا، آرٹیکل، 14مارچ2023۔ https://www.independenturdu.com/node/131466

12: جدید یورپ کا ارتقاء اور اسلام پر جدید مطالعات کا آغاز/مکالمہ، آرٹیکل، 26جولائی 2017۔

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

نشاۃ ثانیہ یعنی "علوم و فنون کے ارتقاء اور شعور و آگہی کے سبب معاشرے کا پہلی حالت سے بہتر حالت کی طرف منتقل ہونا/یا ایک عظیم علمی اور ثقافتی انقلاب کا معاشرے میں رونپذیر ہونا ہے"۔ یہ تحریک مغرب کی سرزمین پر چودھویں صدی عیسوی کے اواخر سے سرزمین اٹلی سے شروع ہوئی، مزید 15 اور 16 صدی عیسوی تک میں پورے مغرب میں پھیل گئی۔ نشاۃ ثانیہ کے ذریعے عالمِ مغرب ہزاروں سالہ غفلت سے جاگ گیا اور ان کے افکار و عقائدِ جہان بینی دفعتاً تبدیل ہو گئے، گویا کہ نشاۃ ثانیہ تاریخ عالم کا وہ زمانہ ہے کہ جس کی آمد نے قرون وسطی کے رجحانات میں انقلابی تبدیلیاں رونما کیں۔[13]

مغرب کے مشہور فلاسفر "Bertrand Russell" ان دونوں ادوار میں موجود فرق کو بایں الفاظ و انداز سے بیان کیا کہ: "قرون وسطی اور دورِ جدید میں کثیر اختلافات پائے جاتے ہیں تاہم دو مشہور اختلاف قابل ذکر ہیں"۔

1. کلیسا کی بالادستی: نشاۃ ثانیہ کے باعث جو تبدیلیاں رونما ہوئیں ان میں سب سے اہم تبدیلی کلیسائی نظام سے متعلق تھی جس نے ایک طرف مذہب کے دائرہ کار کو متعدد گوشوں کے اندر محدود کیا اور دوسری طرف کلیسائی نظام کی برتری کو اتنا شدید صدمہ پہنچایا کہ بارِ دیگر توانائی حاصل کرنا ایک مشکل امر بن گیا تاہم گردش ایام و نہار سے کلیسائی نظام میں بھی بہتری آئی۔
2. حاکمیت کا زوال: اس سے مراد بادشاہی نظام اور پادریوں کی بلاجواز مذہبی اجارہ داری کا خاتمہ ہے جو دینی و دنیوی امور میں خود کو اللہ تعالی کا ثانی گردانتے ہوئے انسانوں سے سلوک روا رکھا کرتے تھے، علم و تحقیق کے پھیلنے سے اس دور کا انسان اپنی اہمیت سے واقف ہوا اور پابندی کی ہر اس زنجیر کو توڑ ڈالا جو مذہب و معاشرت کے نام پر اس کو جکڑے ہوئے تھی۔[14]

سابقہ کام کا جائزہ:

نشاۃ ثانیہ پر متعدد محققین و مؤرخین نے قلم اٹھایا اور اپنی اپنی علمی استعداد کے مطابق سیر حاصل گفتگو کی، مستقل کتب کے علاوہ مختلف ناموں سے آرٹیکلز بھی لکھے گئے، جن میں سے چند کا تعارف ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

1. **جدیدیت** 141 صفحات پر مشتمل اردو زبان میں معروف نقاد و محقق حسن عسکری کی کتاب ہے جس کو 2013ء میں ادارہ مطبوعات طلبہ لاہور سے شائع کیا گیا۔ مغربی تحاریک و تصورات پر مشتمل "جدیدیت" اصل میں دو کتابوں کا مجموعہ ہے جس میں ایک کتاب "نئی اور پرانی گمراہیاں" جبکہ دوسری کتاب "مغربی گمراہیوں کی فہرست" شامل ہے، جس میں حسن عسکری مغرب کے ذہن کی تاریخ مندرجہ ذیل سات ادوار میں بیان کرتے ہیں: یونانی دور، رومی دور، ازمنہ وسطی کا دور، دور نشاۃ ثانیہ، عقلیت کا دور، صنعتی یا سائنسی دور اور بیسویں صدی۔
2. **نشاۃ ثانیہ کی جستجو**: ظفر محمود نشاۃ ثانیہ کی جستجو 298 صفحات پر مشتمل اردو زبان میں ڈاکٹر ظفر محمود کتاب ہے گاڈس فاؤنڈیشن نئی دہلی سے 2014ء میں اس کتاب کی اشاعت ہوئی۔ موصوف صلح حدیبیہ کی مصلحت کا عالمگیر سبق" سے کتاب کا باقاعدہ آغاز کرتے ہیں، مؤلف نے اپنی تمام تر سعی نوجوانان ملت کی رہنمائی اور اصلاح پر صرف کی ہے، کتاب میں حسبِ موقع اقبال کے اشعار سے بھی اپنے موقف کی تائید کرتے نظر آتے ہیں، جبکہ ڈاکٹر اقبال کی شاعری میں موجود روح پرور جملوں/مصروں کو بھی عنوان بنایا ہے جیسا کہ "ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ" عنوان قائم کیا اور نوجوان نسل کو اس بات پر برانگیختہ کیا کہ "جو بڑھ کر خود اٹھا لے ہاتھ میں، مینا اسی کا ہے۔
3. **مغربی نشاۃ ثانیہ پر مشرق کے ادبی و تہذیبی اثرات**: پروفیسر محمد قمر الدین خان کے رشحات قلم کا انتہائی دلنشیں مجموعہ جو اپنی تخلیق کے اعتبار سے انگریزی زبان میں ہے جبکہ بعد ازاں مؤلف نے خود اردو ادب کا جامہ پہناتے ہوئے 304 صفحات پر مشتمل کتاب میں نشاۃ ثانیہ پر سیر حاصل بحث کی۔ مذکورہ بالا کتاب بارِ اول ایڈ شاٹ پبلی کیشنز ممبئی سے شائع کی گئی۔ مغربی نشاۃ ثانیہ پر مشرق کے ادبی و تہذیبی اثرات پروفیسر محمد قمر الدین خاں کی انگریزی تصنیف "Renaissance Easfern Contribution to European" کا اردو ترجمہ ہے جسے مصنف نے خود کیا ہے، اس کتاب میں انہوں نے اہلیانِ مشرق و مغرب کے مابین سماجی و سیاسی پہلو، تہذیبی و ثقافتی معاملات، تجارتی و

---

[13]: شاہد، ایم ایس، تاریخ یورپ، ص 18۔ نیو بک پیلس اردو بازار لاہور۔

[14] -https://ur.hawzahnewz.com/news/375621

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

اقتصادی امور اور ادبی ولسانی روابط کا تاریخی حوالوں کے ساتھ جائزہ پیش کیا ہے۔ موصوف مؤلف نے مشرق و مغرب کے مابین روابط کے سلسلے میں صلیبی جنگوں کے کردار پر بھی روشنی ڈالتے ہوئے ان کے تہذیبی اثرات کو واضح کیا ہے۔

4. **یورپ کی بیداری:** امریکی مورخ ول ڈیورانٹ کی کتاب "Civilization" کا ترجمہ "یورپ کی بیداری" جسے پروفیسر یاسر جواد نے اردو سانچے میں ڈھالا، ترجمہ کرتے وقت ڈیورانٹ کے الفاظ و مفاہیم کو حتی المقدور اسی انداز وبیاں میں رقم کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی 1040 صفحات پر مشتمل یہ کتاب 2006ء میں علی فرید پرنٹرز لاہور سے اس کتاب کی اشاعت ہوئی۔ بائیس ابواب اور متعدد ذیلی فصول پر مشتمل یہ کتاب مغرب کی تہذیب و نظام زندگی پر ایک مفصل و مدلل کتاب ہے، اس کتاب میں اٹلی و روم کی جنگوں ،اہم واقعات، شخصیات واخلاقیات مزید یہ کہ مذہبی تہذیبوں اور پاپائیت کی لوٹ مار اور انحطاط کے ساتھ ساتھ سنگتراشی و مصوری جیسے فنون اور عام لوگوں کے حالات کے بارے میں مفصل بحث کی گئی ہے۔

5. برصغیر میں اسلامی جدیدیت: پروفیسر عزیز احمد کی کتاب کا اردو ترجمہ جسے ڈاکٹر حبیب احمد جالبی نے اردو ادب کا رنگ دیا، 406 صفحات پر مشتمل یہ کتاب 1997ء عیسوی میں ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور سے شائع کی گئی۔ انگریزی زبان میں پروفیسر عزیز احمد کی یہ کتاب سولہ ابواب پر مشتمل ہے، جو انسان کو ایک معروضی و مثبت نقطہء نظر دینے میں اپنی نظیر نہیں رکھتی، فکر نو کی طرف ذہن کو اجالا دیتی ہے۔ مغربی تمدن کے ابتدائی ارتسامات سے آغاز کرتے ہوئے مصنف نے ہندوستان میں اسلام کے رجحانات کے بعد اختتامیہ و نتیجہ پر اختتام کیا۔

6. جدیدیت: ایک تاریخی تناظر: ڈاکٹر محمد رشید ارشد کے قلم سے نکلا ہوا آرٹیکل جس میں اولا موصوف نے تین سوالات قائم کیے اور انہیں پر قائم رہتے ہوئے سیر حاصل گفتگو کی ہے، ان میں سب سے پہلا سوال: حقیقت یا حق کیا ہے؟ جبکہ دوسرا سوال انسان کی متعلق کیا کہ انسان کیا ہے؟ اور پھر آخر میں تیسرا سوال کچھ اس انداز سے قائم کیا کہ کائنات کیا ہے؟

مغرب کے عالمگیر غلبے کے بنیادی اسباب کے نام سے عنوان قائم کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ: "علم اور اخلاق کے متعلق تمام مذہبی و کلاسیکی تصورات کو یکسر بدل دینا، یونانی علوم کو دینی علوم پر راجح قرار دینا، انسان کو جملہ موجودات میں سب سے اہم جاننا اور ہر بات پر انسانی نقطہ نظر سے تفکر و تدبر کرنا، انسانی شعور کو ہر طرح کے مابعد الطبیعی تصور سے خالی کرنا ،بلکہ ایسے تمام امور کے متعلق وحشت و تحقیر، انکار و لاتعلقی کے رویے پیدا کر دینا۔ ان رویوں کے نتیجے میں جو حسی بلکہ جبلی اور افادی شعور پیدا ہوا، اس شعور کو بقیہ عالم کے لیے بھی علم و فکر کا واحد معیار ٹھہرا دینا۔ آزادی کے ایسے تصور کی تشکیل کر کے اسے ایک عالمگیر توسیع دینے میں کامیابی حاصل کر لینا جس کا زیادہ رجحان انکار کی سمت ہے۔ یہ انکار، جسے اہل مغرب نے آزادی کا عنوان دیا، دراصل انسان کے ہمہ گیر ماضی اور اس کے تمام مشمولات سے چھٹکارا پانے کے لیے تھا"۔

یورپ کی نشاۃ ثانیہ:

عام طور پر اہلِ مغرب اس بات پر زور دیتے ہیں کہ "جدیدیت" کا آغاز 1453ء سے ہوا، اور ان کے نزدیک اس دور کو نشاۃ ثانیہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ بعد از "زوالِ یونان و روم" یورپ کا ذہن تقریباً ایک ہزار سال کے لیے مردہ ہو چکا تھا اور پندرہویں صدی عیسوی میں پھیلنے والے یونانی علوم نے یورپ کے دماغ کو بارِ دیگر جلا بخشی۔[15]

جبکہ حسن عسکری اس بات کی تردید کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں کہ: یونانی علوم تو ازمنہ وسطی سے ہی رائج تھے البتہ یہ ثانوی حیثیت رکھتے تھے جبکہ ان کے مقابلے میں علوم دینیہ کو وحی پر مبنی ہونے کی وجہ سے فوقیت حاصل تھی، دوسرا یہ کہ علوم دینیہ کے برعکس یونانی علوم میں کسی بھی مسئلہ پر انسانی نقطہء نظر سے غور و فکر کیا جاتا تھا"۔[16]

اس سلسلہ میں انہوں نے "نشاۃ ثانیہ" کا معنی و مفہوم بایں الفاظ بیان کیا کہ وحی پر مبنی اور علوم نقلیہ کو بے اعتبار سمجھتے ہوئے عقلیت اور انسان پرستی اختیار کر لینا ہے، بایں وجہ اس تحریک کا دوسرا نام تحریکِ "انسان پرستی" ہے جیسا کہ اوپر بھی ذکر کیا گیا۔ اس دور کی تقریباً 19 عملی و فکری خصوصیات ذکر کرنے کے بعد عسکری لکھتے ہیں کہ اس دور کی جتنی بھی خصوصیات ہیں ان میں ایک چیز قدر مشترک ہے، اور وہ یہ کہ فرد کی اہمیت کا اثبات نہ فقط نشاۃ ثانیہ کے دور میں تھا بلکہ پوری جدیدیت کی روح یہی انفرادیت پرستی ہے۔ مذہب

---

15 : - عسکری، حسن، جدیدیت، ادارہ مطبوعات طلبہ، ط 2013، لاہور، ص 39۔

13- سابقہ مصدر، ص 39۔

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

،اخلاقیات یا معاشرتی زندگی کے لیے ہر جگہ آخری معیار "فرد اور اس کے مبنی بر حقیقت تجربے" کو سمجھا گیا ہے۔ اور کم و بیش پچھلے پانچ سو سالوں میں مغرب نے گمراہی و ضلالت کی جتنی شکلیں بھی پیدا کی ہیں یقینی طور پر وہ سب اسی انفرادیت کے تخم سے پیدا ہونے والی شاخیں ہیں اور اسی اصول کی بنا پر اصلاحِ دین کی تحریک سے نشاۃ ثانیہ کو اتصال میسر آیا۔[17]

یہ دو تحریکیں "Renaissance" اور "Reformation" یعنی نشاۃ ثانیہ اور اصلاح دین کی تحریک باہم چلتی ہیں لیکن عام طور پر مغربی مصنفین نشاۃ ثانیہ کو زیادہ اہمیت دیتے نظر آتے ہیں جبکہ اصلاح دین کو اس کا شاخسانہ قرار دیتے ہیں۔[18]

نشاۃ ثانیہ کے اسباب و عوامل:

نشاۃ ثانیہ کے اسباب: قوموں اور تہذیبوں کا کبھی عروج اور کبھی زوال کی طرف سفر ایک فطری و قدرتی عمل ہے جس میں ہر زمانہ کے لحاظ سے کئی اسباب اور عوامل کارفرما ہوتے ہیں، انسانی تاریخ اقوام و ملل کے عروج اور زوال سے بھری پڑی ہے۔

"Ian G. Barbour" اپنی کتاب "Religion and Science" میں لکھتے ہیں کہ: نشاۃ ثانیہ کے اسباب کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو پہلی بات جو دیکھنے کو ملتی ہے وہ کلیسا کی حکمرانی کی شکست ہے اس کے بعد لاتعداد ایسے اسباب ہیں جو نشاۃ ثانیہ نے معاشرے پر چھوڑے ہیں جن میں سے اہم اسباب مندرجہ ذیل ہیں"

1. بے پناہ معاشی قوت: صنعت و تجارت میں فروغ کے باعث لوگ دولتمند ہونے لگے اور شہر امیر سے امیر تر ہونے لگے، خاص طور پر شمالی اطالیہ کا شہر وینس تجارت کا اہم مرکز بن گیا۔ اس کے علاوہ تجارت کے لئے ایک وسیع ترین میدان کا چھوڑنا اور پھر اسی وجہ سے دولت میں اضافہ بھی ہونا۔ وینس کے مرکزِ تجارت بننے کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ہر قسم کی اشیائے خورد و نوش اور سامان تعیش، مشرق سے اسی مرکز کے ذریعے پہنچتا تھا۔ اسی طرح "میلان" بھی ایک اہم تجارتی مرکز بن چکا تھا یہاں کپاس کی زراعت اور قیمتی کپڑا بنتا تھا۔[19]
2. نئے راستوں سے منزلوں کا تعین: 1300ء سے 1600ء کے درمیان اطالوی ریاستوں نے محنت شاقہ اور جانفشانی کے بعد اپنی ہیئت میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کیں جن میں تجارتی راستوں کی دریافت بھی نشاۃ ثانیہ کے فروغ میں ایک اہم سبب ہے، یورپ سے جنوبی افریقہ کے درمیان گھوم کر "واسکوڈے گاما" نے مغرب سے ہندوستان کا راستہ دریافت کیا، اس سلسلے میں انہوں نے 8 اگست 1497ء کو اپنے پہلے سفر کا آغاز کیا، یورپ سے ہندوستان تک کے راستے کی تلاش درآمدات و برآمدات کے لیے کارگر ثابت ہوئی۔ اور اس سے تقریباً 4 سال قبل "کرسٹوکولمبس" جو کہ ایک اطالوی بحری مہم جو تھا وہ پندرہویں صدی میں امریکہ کو دریافت کر چکا تھا۔
3. اہل یورپ کا اہلِ مشرق سے تعلق: یورپ سے ہندوستان کے راستے کی دریافت کے بعد مغرب کا مشرق سے تعلق بھی نشاۃ ثانیہ کے فروغ کا سبب بنا، مغرب نے تہذیب کی بہت ساری اقدار مشرق سے سیکھیں، جس زمانے میں یورپ ابھی تاریکی و ضلالت میں تھا اس وقت مشرق اسلام کا جھنڈا لہراتے ہوئے ترقی و عروج کی منزلوں پر پہنچ چکا تھا۔[20]

نشاۃ ثانیہ کے اثرات:

نشاۃ ثانیہ نے دنیا کی بڑی بڑی اقوام و ملل کے اندر جو اثرات چھوڑے ان میں، انسانیت پسندی، فنی اور ثقافتی خوشحالی، سائنسی ترقی، دریافتیں، پرنٹنگ پریس سے علم کا پھیلاؤ، اصطلاحات اور مذہبی تبدیلیاں اور سیاسی و سماجی ڈھانچے کی تبدیلیاں قابلِ ذکر ہیں۔ اس دور جدید کی پذیرائی کی بنیادی اور بڑی وجہ نشاۃ ثانیہ کے بے شمار اثرات ہیں جو یکے بعد دیگرے نت نئی ایجادات اور دریافتوں کے سامنے آنے سے معاشرے پر اثرانداز ہوئے مفکرین و سائنسدانوں نے اپنی ایجادات کی بدولت ارتقاء کی طرف سفر کا آغاز کیا، مفکرین نے نہ صرف نشاۃ ثانیہ کو بنیاد فراہم کی بلکہ اس کے اثرات کو دوسرے ممالک و اقوام تک بھی پہنچایا، اپنے علم و تجربات کی روشنی میں بڑے بڑے مفکرین اور سائنسدانوں نے بہت

---

[17] ۔سابقہ مصدر، ص 45۔

[18] ۔سابقہ مصدر، ص 45۔

[19] : شاہد، ایم ایس، تاریخ یورپ، ص 18۔ نیو بک پیلس اردو بازار لاہور۔

[20] : شاہد، ایم ایس، تاریخ یورپ، ص 18/19۔ نیو بک پیلس اردو بازار لاہور۔

سی ایجادات فراہم کیں، جیسے سترہویں صدی کے آغاز میں ریاضی کے تجربے سے حیران کن نتائج سامنے آئے جو سائنس کے میدان میں کسی انقلاب سے کم حیثیت نہیں رکھتے، یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ سائنسی اور انسانی فکر ہی کی رونما تبدیلیوں کی بدولت نشاۃ ثانیہ کو عروج و کمال حاصل ہوا، انسان کی فکر اور سائنس کے اثرات اس قدر خاص تھے کہ پوری تاریخ میں ایسی مثال نہیں ملتی۔ نشاۃ ثانیہ نے ایک نئے انداز میں مذہب کو پیش کیا جو آہستہ آہستہ الہیات سے بھی الگ ہو گیا اسی وجہ سے لوگوں کی مذہبی زندگی بھی اس تحریک سے متاثر ہوئی نشاۃ ثانیہ نے خدا کے ساتھ کسی ایک شخص کا جو ذاتی تعلق پیش کیا وہ چرچ کے نظام سے کہیں زیادہ بہتر اور قرون وسطی کے برعکس تھا چونکہ اس وقت ان کا تعلق خدا کے ساتھ ایک چرچ ہی کی وجہ سے ممکن تھا جس کو نشاۃ ثانیہ نے نہ صرف ختم کیا بلکہ خود حضرت انسان کو خدا کی جگہ رکھ دیا جو بعد ازاں انسانوں کے نئے عقیدے کا باعث بنی۔

معاشرے پر نشاۃ ثانیہ کے اثرات:

i: انسان پرستوں نے نشاۃ ثانیہ کو اپنی منزل تک پہنچانے کے لیے اسی سے آغاز کیا یہی نہیں بلکہ اس کے علاوہ دیگر رونما ہونے والی متعدد و مختلف تبدیلیوں نے اس دور کو مشہور کیا، یہ بات بلا مبالغہ کہی جا سکتی ہے کہ یہ دور افراتفری کا دور تھا کہ جس میں ایک افراطی نظر و فکر اور عقیدے سے نجات پانے کے لیے ایک ایسا راستہ اختیار کیا گیا کہ جس کے ذریعے انہوں نے لادینیت کو اختیار کرتے ہوئے صرف مذہب عیسائیت کا ہی انکار نہیں کیا بلکہ جملہ ادیان و مذاہب سے روگرداں ہو گئے جو ان کے لیے ہر پریشانی کا باعث بنا، اس لیے ماضی میں بہتر یہی تھا اور حال و استقبال میں بھی یہی بہتر ہے کہ انسان متوسط انداز سے کام لے اور مذہب کو مذہب ہی کی جگہ رکھے اور سائنس کے طبّی علوم کو ان کے اپنے دائرہ کار میں رکھے تاکہ معاشرے کو ایک بہترین اور منظم نظام میسر آسکے۔[21]

1. اس کے علاوہ یونانی اور رومن کتب میں موجود متون کے ذریعے الہیات، قدرتی دنیا اور فنون لطیفہ کے لیے زیادہ عقلی اور سائنسی نقطہ نظر کو فروغ دیا جانے لگا جس کی بنا پر انسان اور فطرت لائقِ مطالعہ مضامین بن گئے۔ 1453ء کے بعد بہت سے علماء قسطنطنیہ سے چلے گئے اور یونانی و رومن کلاسیکی کتب و مخطوطات اپنے ہمراہ اٹلی لے آئے۔ (Translated)[22]
2. تہذیب و تمدن کی اعلیٰ ترین مثال قائم کرنے کی دنیا میں عرب ہی چھائے رہے جو آٹھویں صدی سے لے کر تیرہویں صدی کے مسلمان ہی تھے نیز انہی علماء نے قدیم علوم و فنون محفوظ کیے تھے۔[23]

نشاۃ ثانیہ کے باعث مسیحیت اور کلیسائی نظام پر رونما ہونے والے اثرات:

نشاۃ ثانیہ کے اثرات کے باعث یورپ میں جو ہمہ گیر تبدیلیاں رونما ہوئیں ان میں سب سے اہم تبدیلی مسیحیت اور کلیسائی نظام سے متعلق تھی جس نے ایک طرف مذہب کے دائرہ کار کو مختلف گوشوں کے اندر محدود کر دیا اور دوسری طرف کلیسائی نظام کی برتری کو اتنا شدید صدمہ پہنچایا کہ پھر وہ توانائی حاصل کرنے کے قابل نہ رہا، یہ تبدیلی ایک تحریک کے نتیجے میں آئی جسے "تحریک اصلاح مذہب" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جس کے اسباب و علل اور کردار و نتائج کی وضاحت کے لئے ضروری ہے کہ پہلے مسیحیت اور کلیسائی نظام کا ایک مختصر سا خاکہ پیش کیا جائے تاکہ اس کی نوعیت اور اہمیت کا صحیح اندازہ ہو سکے۔ مسیحیت کبھی یہودی سازشوں اور کبھی رومی دہشت گردیوں کا شکار ہوئی۔ آخر 324ء میں "قسطنطین اعظم" نے اس کی سرپرستی قبول کی اور پھر 395ء میں "تھیوڈوسیس" نے باضابطہ اسے سرکاری مذہب قرار دیا۔ یہاں سے مسیحیت کی تاریخ کا ایک نیا دور شروع ہوا اور اس کی آزمائش کا وقت آیا۔ پہلے جب تک وہ افراد کا مذہب بنی رہی اور محض انفرادی تزکیہ نفس اور اصلاح اخلاق کا فریضہ انجام دینا اس کے سپرد رہا اس کی وسعت کا کوئی اندازہ نہ ہو سکا۔ جب اسے سرکاری مذہب قرار دیا گیا اور اس کی بنیادوں کا سوال پیدا ہوا تو اس کی تنگ دامنی سامنے آئی اور یہ اندازہ ہوا کہ اجتماعی نظام سے متعلق نہ اس کے پاس

---

[21] - محمد رشید، ڈاکٹر، تشکیل جدیدیت کے تاریخی عناصر، الادراک، ریسرچ جنرل۔
[22] -Renaissance Causes and Effects; Encyclopedia of Britannica/ https://www.britannica.com/summary
[23] -https://fiqhacademy.com.pk/mafaheem-magazine/9214/

قوانین ہیں اور نہ ہی ایسے اصول ہیں جن کی روشنی میں قوانین وضع کئے جا سکیں۔ حکومت اپنے قیام اور اپنی بقا کے لئے طاقت اور جنگ کا مطالبہ کرتی تھی اور مسیحیت اس کے بر خلاف عدم تشدد عاجزی اور مسکنت کی مبلغ تھی۔[24]

نشاۃ ثانیہ کے بعد کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کے ہاں پائے جانے والے چیلنجز:

پروٹسٹنٹ عیسائیت کی ایک اہم شاخ ہے، جس میں دنیا بھر میں 900 ملین سے زیادہ پیروکار ہیں۔[25] 16ویں صدی میں پیدا ہونے والا مارٹن لوتھر جسے آج پروٹسٹنٹ ازم کا باپ سمجھا جاتا ہے،[26] اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اس نے 1517ء میں باضابطہ طور پر خود کو کیتھولک چرچ سے الگ کر دیا۔ کیتھولک عیسائیت کی ایک اہم شاخ ہے جو مغربی یورپ میں رومن کیتھولک اپوسٹولک چرچ نے تشکیل دی ہے۔ ویٹیکن میں اس کا مرکز ہے جو پوپ کو اس کا سب سے اعلی اختیار تسلیم کرتا ہے۔ عیسائیت کی موجودہ شاخوں میں سے، یہ سب سے زیادہ پیروکاروں کے ساتھ ہے، جس میں 1214 ملین تک پیروکار ہیں۔[27] ان دو گروہوں کے مابین پایا جانے والا فرق ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

کیتھولک میں پاپ کو اتھارٹی حاصل تھی اور وہ خدا تک پہنچنے کا واحد ذریعہ تصور کیا جاتا تھا جبکہ پروٹسٹنٹ میں پادری کو حتمی اختیار حاصل نہ تھا بلکہ ہر شخص خدا تک رسائی حاصل کر سکتا تھا۔ کیتھولک نجاتِ اخروی کے لیے فقط ایمان پر ہی اکتفاء کرتے تھے ان کے نزدیک عمل کی اہمیت نہ ہونے کے برابر تھی جبکہ پروٹسٹنٹ کے ہاں نجات کے لیے ایمان کے ساتھ اعمالِ صالحہ بھی ضروری تھے۔ کیتھولک کے ہاں مذہبی رہنمائی کے لیے بائبل کافی نہیں بلکہ سینہ بہ سینہ منتقل ہونے والی روایات بھی ضروری ہیں جبکہ پروٹسٹنٹ کے ہاں فقط بائبل کافی ہے روایت کی ضرورت نہیں۔ کیتھولک کے ہاں سات مقدسات جبکہ پروٹسٹنٹ دو مقدسات کے قائل ہیں۔ کیتھولک کے ہاں رہبانیت عیسائیت کا جزو ہے جبکہ پروٹسٹنٹ رہبانیت کی نفی کرتے ہوئے شادی کو زندگی کا لازمی حصہ قرار دیتے ہیں۔ کیتھولک کے ہاں پادری کو معاف کرنے کا حق حاصل تھا جبکہ پروٹسٹنٹ کے ہاں پادری کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ خدا اور بندے کے درمیانی معاملات میں دخل اندازی کرے۔[28]

نتائج بحث

نشاۃ ثانیہ دنیا کے عظیم انقلابات میں ایک ایسا انقلاب جس نے بالخصوص یورپ کی تاریخ کو یکسر بدل کر رکھ دیا۔ تہذیب و تمدن، تعلیم و تعلم، انداز تدبر و تفکر، صنعت و تجارت غرضیکہ معاشی و معاشرتی اعتبار سے ہر ہر جہت میں ایسا انقلاب رونما ہوا جس نے اپنے اثرات و نتاج فقط اپنے ہی جغرافیہ تک محدود نہ رکھے بلکہ دنیا کی دوسری اقوام و ملل تک بھی اس کے اثرات مرتب ہوتے رہے اور ابھی تک ہو رہے ہیں۔ مذکورہ بالا بحث کے نتائج مندرجہ ذیل ہیں:

مذہبی اعتبار سے رونما ہونے والی تبدیلیوں نے بڑی بڑی شخصیات کو متاثر کیا جس کی بدولت معاشرے میں مثبت و منفی عوامل نے جنم لیا۔ عیسائیوں کے دو بڑے گروہ بنے جو اپنے نظریات کے مطابق اپنے متبعین کو لے کر چلتے رہے۔ کلیسا کے نظام میں رونما ہونے والی تبدیلیوں نے لوگوں کو عملی زندگی سے دور کر دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ اپنے بنیادی عقائد و نظریات سے ہٹ کر زندگی بسر کرنے لگے۔ علوم و فنون میں ارتقاء ہوا جس کے نتیجے میں دنیا حالات و واقعات کے اعتبار سے ایک گلوبل ویلج بننے کی راہوں پر گامزن ہوئی اور مختلف اقوام کو ایک دوسرے سے ان کی علاقائی علوم و فنون سیکھنے کا موقع کا۔

نشاۃ ثانیہ یعنی پندرہویں صدی عیسوی میں یونانی علوم و فنون کی تجدید نے بالخصوص یورپ اور بالعموم پوری دنیا میں ایک انقلاب بڑپا کیا، نت نئی ایجادات راستوں کا تعین، منزلوں کی دریافت، تجربات و مشاہدات کی روشنی میں سائنس کی دنیا میں غیر معمولی ترقی نے انسان کو زوال سے عروج کی طرف گامزن کیا مزید یہ کہ مشرق کے انسان کو مغرب کے انسان سے ملا دیا جس کی بدولت دنیا ایک ایسے چھوٹے قصبے نما بن گئی جس میں چند قدم کے فاصلے پر جملہ سہولیات دستیاب ہوتی ہیں۔ یورپ کی جدوجہد بے حد طویل ہے، کچھ بھی

---

[24] : شاہد، ایم ایس، تاریخ یورپ، ص 9، نیو بک پیلس اردو بازار لاہور۔

[25] : پروٹسٹنٹ کون ہیں اور وہ کس طرح کیتھولک اور آرتھوڈوکس سے مختلف/http:// ur.birmiss.com

[26] : مصدر سابق

[27] : مصدر سابق

[28] - پروٹسٹنٹ کون ہیں اور وہ کس طرح کیتھولک اور آرتھوڈوکس سے مختلف/http://ur ur.birmiss.com

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

ایک رات یادن میں نہیں ہوا، کسی ایک بادشاہ یا پوپ کو اس تمام سعی و کوشش کا کریڈٹ قطعاً نہیں دیا جا سکتا، بلکہ مختلف ادوار میں متعدد شخصیات نے اس میں اپنا حصہ ڈالا جن کا مقصد فقط، آزادی اور خود مختاری تھا۔

اگر ہم نشاۃ ثانیہ کے اسباب پر غور کریں تو: قدیم یونان و روم کے متون کی دوبارہ دریافت اور تراجم، کلاسیکی علم اور اس کی حکمت میں اس نئی دلچسپی نے فکری اور ثقافتی ترقی کی بنیاد ڈالی۔ سرپرستی اور دولت کی فراوانی تاجروں اور حکمرانوں کی حمایت، تجارتی راستوں کی ترقی، اٹلی اور دیگر یورپی خطوں میں خوشحال شہری مراکز کے عروج نے خیالات و تہذیبی تبادلے میں سہولت فراہم کی۔

اسی طرح نشاۃ ثانیہ کے اثرات میں انسان پرستی اور انفرادیت، فنکارانہ اور ثقافتی تبدیلی اور سائنسی ترقی شامل ہیں، جملہ اثرات ایک عالمگیر حیثیت اختیار کر چکے ہیں اور اپنے آغاز سے لے کر دور حاضر تک بلا تسلسل دنیا کے مختلف ممالک و بلدان میں پھیلتے چلے جا رہے ہیں۔

مصادر و مراجع

1: قرآن کریم۔

2: ایم ایس شاہد: تاریخ یورپ، نیو بک پیلس اردو بازار لاہور۔

3: حسن عسکری: جدیدیت، ادارہ مطبوعات طلبہ لاہور، 2013ء۔

4: یاسر جواد: یورپ کی بیداری، علی فرید پرنٹرز لاہور، 2006ء۔

5: محمد ریاض: لفظ یورپ کا پس منظر، آرٹیکل، 2019ء۔

6: ڈاکٹر مبارک علی: یورپ کا تاریک دور کتنا تاریک تھا، آرٹیکل، 2023ء۔

7: جدید یورپ کا ارتقاء اور اسلام پر جدید مطالعات کا آغاز، مکالمہ، آرٹیکل، 2017ء۔

8: ڈاکٹر محمد رشید: تشکیلِ جدیدیت کے تاریخی عناصر، الادراک ریسرچ جنرل۔

9: پروٹسٹنٹ کون ہیں اور وہ کس طرح کیتھولک اور آرتھوڈوکس سے مختلف ہیں، Birmiss۔

Renaissance Causes and effects,Encyclopedia of Britannica.:10

https://www,britannica.com/summary. :11

Oxford Dictionary:Renaissance.:12

https://fiqhacademy.com.pk/mafaheem-magazine/9214/:13

14: جبران مسعود: رائد الطلاب معجم لغوی عصری، بیروت لبنان، دار العلم للملایین۔